102445 - حمل کی کم از کم مدت

سوال

والدین کی رخصتی اور بچے کی تاریخ ولادت کے درمیان چھ ماہ کا عرصہ ہے، کیا بچہ یہ سوال کرے کہ واقعی وہ چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا یا کہ والدین نے اس تاریخ سے قبل عقد نکاح کیا تھا یا اسے اس معاملہ کو ویسے ہی چھوڑ دینا چاہیے اور والد کی طرف منسوب ہو اور کوئی سوال نہ کرے ؟
اور کیا بچہ والدین سے یہ دریافت کر سکتا ہے کہ کیا وہ نماز ادا کرتے تھے یا نہیں تا کہ عقد نکاح کی صحت معلوم ہو سکے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

علماء کرام کا فیصلہ ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے، اگر عورت کے ہاں رخصتی اور خاوند کے دخول کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ بچہ خاوند کی طرف منسوب کیا جائیگا، اور صرف گمان اور احتمال کی بنا پر بچے کی والد کی طرف سے نفی نہیں کی جائیگی کیونکہ بچہ بستر والے کا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص نے کنواری عورت سے شادی کی اور اس کے دخول کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو گیا تو کیا اس بچے کی نسبت والد کی طرف کی جائیگی ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

" اگر دخول کے چھ ماہ کے بعد چاہے ایك لحظہ بعد ہی بچہ پیدا ہو تو سب آئمہ کا اتفاق ہے کہ بچہ والد کی طرف منسوب ہو گا، اس طرح کا واقعہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں بھی پیش آیا اور صحابہ کرام نے چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہونے کے امکان کا استدلال اس فرمان باری تعالی سے کیا:

اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی عمر تیس ماہ ہیں الاحقاف (15).

اور اس فرمان باری تعالی سے بھی:

اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں البقرۃ (233).

اگر تیس ماہ سے رضاعت کی مدت دو برس ہو تو پھر حمل چھ ماہ کا ہوگا، تو اس طرح آیت میں کم از کم حمل کو اور رضاعت کی پوری مدت کو جمع کیا گیا ہے " انتہی

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ علی رضی اللہ تعالی عنہ کا اس مسئلہ پر استنباط کے متعلق کہتے ہیں: یہ ایک قوی استنباط ہے اور عثمان اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بھی موافقت کی ہے " انتہی

دیکھیں: تفسیر القرآن العظیم (4 / 158).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے، اور یہ قرآن مجید کی دلالت کا مقتضی ہے قرآن میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کا عرصہ تیس ماہ ہے .

اور یہ فرمان:

اور اس کا دودھ چھڑانا دو برسوں میں .

جب ہم دودھ چھڑانے کی عمر دو برس لیتے ہیں تو حمل کے لیے باقی چھ ماہ رہ جاتے ہیں، اور یہ واضح ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (13 / 339).

اور اس بنا پر آپ کا اپنے والد کی طرف منسوب ہونا صحیح ہے، اور اس میں کسی بھی قسم کے شک کو کوئی گنجائش نہیں اور اسی طرح آپ کے لیے یہ بھی لازم نہیں کہ آپ اپنے والدین سے دریافت کریں کہ آیا وہ نماز ادا کرتے تھے نہیں ؟ کیونکہ اصل یہی ہے کہ عقد نکاح صحیح ہے.

واللہ اعلم .